© rasailojaraid.com

ترجمان الحدیث

شدت پسندی کے اسباب

ترجمہ و تفہیم | مولانا محمد ادریس سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ

اقتصادی، سیاسی ہوں یا معاشرتی مشکلات ہر ایک کے اسباب اور بعد ازاں نتائج لازمی ہوتے ہیں، مشکل سے پہلے اس کے بنیادی اسباب وقوع پذیر ہوتے ہیں جو کسی بھی مشکل میں اصل محرک اور بنیاد ثابت ہوتے ہیں اس مرحلہ کے بعد کچھ ایسے احوال پیش آ جاتے ہیں جو ان بنیادوں پر قائم مشکل کو بال و پردے کو پروان چڑھا دیتے ہیں اور پھر یہ چنگاری بھڑک اٹھتی ہے۔

اس کے بعد اس مشکل کے حل اور تبدیلی کا موقعہ آتا ہے کہ اس پر قابو کیسے پایا جائے یہ متعدد حل، کچھ تو اس ماحول سے ہم آہنگ ہوتے ہیں اس جگہ کے احوال، مقام، معاشرہ اور حالات سے میل کھاتے ہیں جبکہ بسا اوقات ایسے ذرائع اس کی حل پذیری کیلئے سامنے لائے جاتے ہیں جو اس جگہ اور ماحول کو سامنے رکھنے کے بجائے خاص منصوبہ کے تحت تشکیل پاتے ہیں۔

دہشت گردی کا یقینی حل صرف وہ ہو سکتا ہے جو اس معاشرہ اور علاقہ میں حقوق، آزادی اور زمینی حقائق کی پاسداری سامنے رکھ کر نکالا جائے جبکہ دیگر اجتماعی کوششیں ثقافتی تبدیلیاں، امن کی راگنیاں صرف طفل تسلیاں یا وقت گذاری اور اپنے آپ یا دیگر کو عمداً دھوکا دینے کے مترادف ہوتا ہے......

اس بات کا تو انکار ممکن ہی نہیں کہ دہشت گردی ایک علاقائی نہیں بلکہ عالمی مسئلہ ہے دنیا میں کوئی شاذ و نادر علاقہ ہوگا جس جگہ چھوٹے موٹے ایسے واقعات رونما نہ ہوتے ہوں جو تشویشناک اور خوفناک نہ ہوں۔ تمام معاشرے اور اقوام اس کی زد میں ہیں اور جملہ نظریات و ادیان، علاقے اور حالات اس کی پہنچ سے دور نہیں رہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

البتہ دہشت گردی کے اسباب ہر جگہ ایک جیسے نہیں ہوتے انفرادی ہوں یا اجتماعی ہر ایک کے جدا جدا اسباب و مقاصد ہوتے ہیں۔ کسی علاقہ میں ایک تنظیم یا ملک کے باشندوں میں یہ ایک جیسے بھی ہو سکتے ہیں مثلاً شمالی اور جنوبی امریکہ میں افریقی نسل کے خلاف امتیاز ایک جیسا تھا اگرچہ اس وقت ان افریقی نسل کے امریکی شہریوں کے متعلق یہ تعصب کچھ کم ہوا ہے اور سخت قوانین سے اس امتیازی رویہ کو گھٹایا گیا ہے اس کے باوجود بہت سارے امریکی اور یورپی سفید چمڑی والے اپنے لاشعور میں کالوں سے متعلق معاندانہ رویہ رکھتے ہیں ایسے ہی اسلام دشمنی بھی' مغربی معاشرہ میں اس کا تناسب مختلف ہے بعض افراد اس میں دیگر سے مختلف ہیں۔...... بعض میں یہ دشمنی خاص تاریخ کی بنا پر ہے کچھ کے ہاں عقائد و نظریات اس کا باعث ہیں جبکہ کچھ اقتصادی وجوہات کے سبب اسلام دشمنی اپنائے ہوئے ہیں۔

کچھ کا خیال ہے کہ اسلامی مزاج ان کے معاشرتی اقدار سے متصادم ہے اب ہمارے پیش نظر اس وقت خوف کی فضا کا سبب یہ ہے کہ یورپین کا یہ خیال ہے کہ اسلام ایک تشدد پسند نظریہ ہے جو دیگر ادیان اور ان کے حاملین کو برداشت نہیں کرتا

یورپ میں دہشت گردی کے اسباب:۔

یورپ کی جانب ہجرت کر کے جانے والے لوگ یا پناہ حاصل کرنے کے خواہش مند افراد سے وہاں بدسلوکی کا رویہ اس خیال سے اپنایا جاتا ہے کہ یہ نووارد ہماری ثقافت اور معاشرت کیلئے انوکھے رہن سہن کے حامل ہیں۔ چنانچہ یورپی معاشرہ سمجھتا ہے کہ یہ نووارد ایک جانب ہمارا نوالہ چھین رہے ہیں اور دوسری جانب ہمارا ایک خاص طرز زندگی' حقوق انسانی' انفرادی آزادی جمہوری طرز حکومت ہے۔ جبکہ مہاجرین ایسے خطوں سے آئے ہیں جو اقتصادی' معاشرتی ثقافتی امتیازات کے ساتھ ساتھ ایک خاص طرز حکومت میں زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں...... لہٰذا یہ نووارد یورپی معاشرت اور سیاسی و اخلاقی اختلافات کی بنا پر وہاں ہم آہنگی پیدا کرنے سے قاصر ہیں دوسری جانب مہاجر اور پناہ گزین اگرچہ حالات کے جبر کی بنا پر اس ملک میں اپنے اختیار سے آئے ہیں وہ ان حالات وسلوک کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ہم پر ظلم و زیادتی روا رکھی جا رہی ہے اور یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگ ہمیں قبول نہیں کر رہے۔ مہاجر وہاں کے باشندوں کو سمجھتا ہے کہ وہ ہمیں گھٹیا اور پست بلکہ مشکوک گردانتے ہیں۔

انسان آخر انسان ہے ان احوال وظروف کی کشمکش کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ کچھ پناہ گزین دلی طور پر انتقامی جذبہ پیدا کر لیتے ہیں اور ان کی نظر میں یہ معاشرہ ظالم ٹھہرتا ہے اور وہ انتقام کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے لگتے ہیں۔ اور پھر اگر احوال زیست گذارنے اور لقمہ عیش کے حصول میں فعلاً وعملاً واقعی ناطقہ بند ہو جائے تو اس معاشرہ سے وہ انتقام کیلئے بھی کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔

بعض پناہ گزین یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ یورپی انسانی حقوق اور ان کے ساتھ کینہ و بغض کا سلوک دونوں میں واضح خلیج پائی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں یورپی ممالک کو مہاجرین کے ساتھ بدسلوکی کا حقائق سامنے رکھتے ہوئے وسعت ظرفی سے جائزہ لینا چاہیے کہ کیا واقعی ان ستم رسیدہ انسانوں کے متعلق حقارت اور شک کی فضا موجود ہے۔؟

اہم بات یہ بھی ہے کہ جب ایک پناہ کا طالب انسان خاص ظروف میں رہنے کا عادی رہ چکا ہو اور اب اسے وہ سہولت و آسائش میسر نہ آ رہی ہو تو طبعاً وہ سختی کا رویہ اختیار کر لیتا ہے نتیجۃً اس نفسیاتی انتقام کا نشانہ ذمہ دار اور بری الذمہ ہر کوئی بن جاتا ہے۔ بلکہ اس کی زد میں مہاجرین اور پناہ گزینوں کی حمایت وتائید کرنے والے بھی بسا اوقات آ جاتے ہیں ایسی صورت میں پناہ دہندہ ملکوں کو بڑی گہرائی سے اس معاملہ کو لینا چاہیے اور تعلیمی نصاب میں افراد کو باخبر کرنا چاہیے کہ اس کے یہ اسباب ہیں اور اس کا یہ رد عمل ہے

(2) اپنے ممالک یا پناہ دہندہ ملک میں نوجوانوں کا مایوسی سے واسطہ پڑنا۔ کہ ان کے پاس کوئی مصروفیت اور ترقی کیلئے میدان نظر نہیں آتا گھر، کاروبار، زندگی بسانے کے خواب چکنا چور ہو رہے ہیں جبکہ ان میں ان امور کی اصلاح کیلئے قدرتیں دستیاب ہوں تو آخر ان بجلیوں کو کہیں تو گرنا ہے ادھر سیاسی، اقتصادی برتری میں مگن لیڈران نوجوانوں کو اس سرنگ کے مسافر کی طرح کر دیتے ہیں جن کو آگے روشنی دکھائی نہ دے رہی ہو اس جنون کو اپنے یا پرائے کسی سے تو ٹکرانا ہی ہے جس کا نتیجہ بھیانک دہشت گردی کی صورت نظر آتا ہے۔

بہتر صورت یہی تھی کہ تمام افراد کیلئے سیاسی دساتیر میں معاشی مواقع پیدا کرنے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شقیں شامل ہوتیں جو باصلاحیت افراد کی محنت اور رغبت کے موافق انہیں ترقی کے مواقع فراہم کرتیں لیکن جب دولت مند کی دولت میں اور فقیر کے فقر میں اضافہ ہوتو معاشرہ کی بنیادیں کھوکھلی ہوں گی اور نوجوانوں کی مایوسی اور مستقبل کی موہوم تاریکی انہیں انتقامی کارروائی پر ابھارے گی۔

نوجوانوں کی صلاحیت سے چشم پوشی اور غفلت دو دھاری تلوار ہے ایک جانب تو ملک و وطن ان کی صلاحیتوں سے محروم ہوتا ہے اور دوسری جانب ملکی عوام جوان کی غلط کارروائیوں کی زد میں آتے ہیں۔

(3) بعض علماء یا نوجوانوں کا میدان عمل اور فتوی نویسی کے میدان میں دینی ثقافت کو عمیق نظر دیکھے بغیر آ دھمکنا۔

دراصل انہوں نے سخت گیر لوگوں سے فکری رہنمائی لی ہوتی ہے اور ان کے عموماً افکار ایسے ہوں ان حالات سے کشید ہوتے ہیں جب اسلام کمزور اور محصور حالت میں تھا ماضی میں ایسے احوال آئے گئے ہوئے جب سنگینی انتہا کو چھوتی رہی لیکن وہ کتب تاریخ اور ان احوال کے فقہی فتاوی کتب میں تاحال موجود ہیں اب کچھ ایسی تنظیمیں سخت گیر ظاہر ہونے لگیں جو اسلام کا اعتدال وتوسط پسند پہلو پیش کرنے کے بجائے پریشان حال مقہور ومظلوم صورت دکھاتے ہیں اس جلتی پر تیل چھینکنے والی کچھ غیر مسلم پوشیدہ تحریکیں حالات کو بگاڑنے لگیں تاکہ خبث باطن کا اظہار کرسکیں اب ان سادہ لوح افراد اور ان دیکھے ہاتھوں اسلام کا روشن روشن اور مبتسم چہرہ گہنانے لگا۔ شیطان وصف خفیہ ہاتھ ان کو پڑھاتے ہیں کہ حقوق ہمیشہ چھینے جاتے ہیں مانگے نہیں جاتے۔ ایسی تنظیمات کا کوئی لمبا چوڑا منصوبہ نہیں ہوتا بلکہ خون گرمانے والے نعرے اور ترانے ہی کل متاع دلیل ہوتا ہے۔ اصل مسئلہ ان نادانوں اور ان گمراہ کن طویل منصوبہ ساز خفیہ ایجنسیوں کے مابین تعلق منقطع کرنا ہے جن کا مقصد ہی اسلام کے عالمی فطری غلبہ کو روکنا ہے، سورج کبھی اس کے سامنے ہاتھ لہرانے سے چھپ نہیں سکتا۔

(4) بعض یورپی ممالک میں انتہائی دائیں بازو کی حامل سیاسی جماعتوں کا حکومت سنبھالنا، موجودہ عالمی حالات کے نتیجہ میں کچھ قومی، نسلی گروہ اور شخصیات بعض ممالک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں پارلیمنٹ تک رسائی پا گئے ہیں جن کو اسلام فوبیا ہو چکا ہے اور علی الاعلان ان پناہ گزینوں کو واپس بھیجنے پر بضد ہیں خواہ حالات غیر موافق ہی ہوں اس کی واضح مثال فرانسیسی ''مارین لوبن'' کی قیادت میں انتخاب میں جیت پر مہاجرین کو کلیۃ فرانس سے جلاوطن کرنے کا مطالبہ ہے۔ اس کی جماعت کو اگرچہ حکومت بنانے کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر سخت گیر افراد اور چھوٹی نسلی جماعتوں کی حمایت حاصل ہے ایسے ہولینڈ اور اسپین میں ان نسل پرستوں کو مواقع حاصل ہوئے ہیں کہ وہ یہ مطالبہ پیش کریں کہ ملک میں موجود مساجد بند کر دی جائیں انہیں 22 پارلیمانی سیٹیں بھی حاصل ہیں۔ ان اور دیگر ان جیسے ملکوں میں نسلی، دینی، تعصب، ہی ایسے تشدد پسند خیالات کی عکاسی کرتا ہے۔

دکھ کی بات یہ ہے جمہوریت کے متوالے اور رکھوالے انسانی حقوق کے مزعومہ پاسبان اپنے اپنے ملکوں میں ایسے لباس اور تشخص کی قانونی حیثیت تسلیم کر کے اس کا موقعہ فراہم کرنا آئینی حق تسلیم کرتے ہیں جو کسی کا مذہبی، سیاسی، معاشرتی شعار ہو مثلاً یہودی اپنے سر پر مخصوص ٹوپی رکھ سکتا ہے۔ جو مذہبی علامت کی غماز ہے مسیحی مرد عورتیں اپنا خاص لباس اور صلیب لٹکا سکتے ہیں سکھ اپنی خاص وضع قطع اختیار کر سکتا ہیں۔ ایسے ہی دیگر مخصوص ادیان سے منسوب افراد کو قانون اور آئین اپنے شعار کے اظہار کا حق اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔ لیکن اگر خفیہ ہاتھوں کی لگائی آگ میں جھلستے پھول اور ترقی یافتہ ممالک کی لگائی بجھائی سے جھلسے آبگینے اور آزمائشی اسلحہ سے کٹے پھٹے انسان چند سانسوں کیلئے سرحدیں عبور کر آئیں تو فوراً عزت مآب مجسمہء عفت و حیا حجاب اوڑھ لے جوان ممالک کے آئین کی رو سے قابل تحفظ و دفاع ٹھہرتا ہے تو فوراً پردہ کے خلاف آواز بلند ہوتی ہے قانون سازی ہوتی ہے ملکی اور اقوام متحدہ کے تمام قوانین طاق نسیاں میں چلے جاتے ہیں ایسے میں ذہن فوراً سمجھتا ہے کہ یہ تو صرف اسلامی شعائر سے متعلق قانون سازی ہے۔ یہ مہاجرین اللہ تعالیٰ احسن الخالقین کی وہ مخلوق ہیں جو انسانی اخوت، بھائی چارہ، وحدت پر ایمان رکھتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ہم ایک باپ کی اولاد ایک خالق کی مخلوق ہیں انسان ہونے کے اعتبار سے تمام برابر ہیں اور اختلاف زبان، نسل، نظریہ کے باوصف باہم انسانی حقوق مشترک ہیں علاوہ ازیں وہ لاکھوں افراد جو پناہ گزینوں کے علاوہ اس معاشرہ کا حصہ ہیں وہاں کی ترقی میں ان کا خون پسینہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شامل ہے۔ برف ان کے آہنی عزم سے پگلی ہے وہ اس معاشرہ پر بوجھ نہیں معاون وممد ہیں آخر ان کو اپنے شعائر کے اظہار سے روکنا اور دیگر کو اجازت دینا مساوات وعدل کا قتل نہیں تو اور کیا ہے؟ ترقی یافتہ ممالک اپنے اقتصاد، ترقی اور ایجادات کیلیئے ترقی پذیر ممالک کا عمدہ ذہن صحت مند افراد لالچ اور بہانے سے ہتھیا لے جاتے ہیں یہ پکے پکائے پھل آخر کسی نے ان کو تناور درخت بننے تک گود مہیا کی تھی پرورش کے مشکل مراحل سے گذارا تھا ان کی محنتوں کا ثمرہ وصول کرنے سے ترقی پذیر ممالک کو محروم کر دیا جاتا ہے۔

قصہ مختصر انصاف پسندی کا فقدان ہی دہشت گردی کا اصل سبب، جڑ اور جاری رہنے کا باعث ہے۔

فلسطین کا مسئلہ ہو یا کشمیر کا برما ہو یا بوسنیا، سوڈان ہو یا مشرقی تیمور عراق ہو یا شام، افغانستان ہو یا لیبیا پر عالمی عدالت یا طاقت اس کا حل پیش کرنے سے قاصر ہے بین الاقوامی قانون سے کھیلنا اور ظلم کو ویٹو سے تحفظ فراہم کرنا کون ہے جو اس کو لگام دینے کی پوزیشن میں ہے؟

عدم انصاف اور تیسرے درجہ کے ممالک سے اقتصادی ومعاشرتی بدسلوکیاں دہشت گردی کو جنم دیتی ہیں بعض قوتیں اگر عالمی حالات میں بے جا دخل اندازی کرتی ہیں تو کچھ افراد تشدد کا راستہ اختیار کر کے مجرم وغیر مجرم کو نشانہ بنالیتے ہیں میڈیا چونکہ آزاد کے بجائے زیر اثر ہے تو بنیاد و اسباب اور منصوبہ سازی طشت از بام کیے بغیر ہی نتائج اسلام کے سر دھر دیئے جاتے ہیں۔

گمراہ شدہ افراد اور راہ راست سے بہکائے گروہوں کو معاشرہ میں ان کے جائز حقوق دے کر بآسانی جذب کیا جا سکتا ہے۔

عدل اجتماعی بھی اکثر اجتماعی امراض کی دوا ہے فقر و فاقہ، ظلم وزیادتی امتیازی سلوک انتقامی رویہ سب انصاف پسندی کے منتظر ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے ایک گورنر نے شہر پناہ بنانے کیلیئے بجٹ کا مطالبہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

شہر کو دیواروں سے نہیں عدل وانصاف سے محفوظ بنا۔

© rasailojaraid.com